رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸۳

ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

قادیان دارالامان

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

یوم جمعہ

جلد ۲۸ | ۲۰ ماہ تبوک ۱۳۱۹ ہش | ۱۶ شعبان ۱۳۵۹ھ | ۲۰ ستمبر ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصر پر اطالوی حملہ

دنیا کے امن وامان کے لئے ایک اور چنگاری

جنگِ یورپ اس وقت ایک اور پہلو اختیار کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے یعنی مصر پر اٹلی حملہ آور ہو رہا ہے۔ کئی روز سے اطالوی افواج کی مصر کی طرف پیش قدمی کی خبریں آرہی تھیں۔ اور اب سلوم کے مقام پر ان کے قبضہ کی خبر آچکی ہے۔ سلوم طرابلس اور مصر کی سرحد پر ایک چھوٹی سی چوکی ہے۔ یہ ایک پہاڑی قصبہ ہے۔ جس کی آبادی تین ہزار تک ہے۔ کسی زمانہ میں اسے تجارتی اہمیت حاصل تھی۔ اور طرابلس سے جو تجارتی قافلے سکندریہ آتے۔ وہ یہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ مگر اب یہ صورت نہیں۔ حملہ آور فوج کی مزاحمت نہیں کی گئی۔ گویا وہ بغیر کسی مقابلہ کے اس چوکی پر قابض ہو گئی ہے۔ مصر میں برطانیہ کی کافی فوج موجود ہے۔ کیونکہ سویز اور سکندریہ کی حفاظت برطانیہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ برطانوی فوجوں نے مصری افواج کے ساتھ مل کر اطالوی افواج کی مزاحمت کے لئے پہلا خطِ دفاع مرسا مطروح پر قائم کیا ہے۔ اور یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ سلوم اور مرسا مطروح کے درمیان کسی مقام پر مقابلہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ علاقہ بالکل بے آب وگیاہ اور ویران ہے۔ پانی بالکل نہیں ملتا۔ مطروح شمالی ساحل پر سکندریہ کے رستہ پر واقع ہے۔ اور فوجی لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اطالوی افواج نے اگر مصر پر بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ تو وہ یقیناً اسی طرف سے بڑھیں گی۔

سلوم پر قبضہ کے بعد مصری گورنمنٹ نے فی الحال اپنی پالیسی میں کسی تبدیلی کا اعلان نہیں کیا۔ اور اس قبضہ کو گوارا کر لیا ہے۔ تاہم یہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر اطالوی افواج نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ تو مصری گورنمنٹ اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دے گی۔ اب تک مصر غیر جانبدار تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے جس طرح جرمنی نے ناروے۔ ڈنمارک ہالینڈ۔ اور بلجیم وغیرہ کی غیر جانبداری کو پامال کر دیا۔ اٹلی مصر کی غیر جانبداری کو پامال کرنے پر تلا ہوا ہے۔ گو اس وقت تک کئی بار مسولینی یہ کہہ چکا ہے۔ کہ وہ مصر پر قبضہ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا لیکن ڈاکٹر احمد مہر پاشا نے جو مصری چیمبر آف ڈیپوٹیز کے صدر ہیں۔ اخبار المصور میں لکھا ہے۔ کہ مسولینی کا یہ پروپیگنڈا صریح دھوکا ہے۔ اہلِ اٹلی کو ضروریاتِ زندگی نے بے حد پریشان کر رکھا ہے۔ اس ملک کی پیداوار اہلِ ملک کے لئے کفایت نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اطالوی لیبیا اور حبشہ ایسے ویران ملکوں میں نو آبادیات قائم کر رہے ہیں۔ اور اس پر بہت سا روپیہ صرف کر رہے ہیں۔ اور کوئی عقلمند یہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اگر کبھی ان کو مصر ایسے مالدار اور زرخیز ملک میں قدم ٹھکانے کا موقعہ مل گیا۔ تو وہ دریغ کریں گے۔ اہلِ اٹلی سخت معاشی مصائب کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور مصر پر قبضہ ان کے ان مصائب کو ختم کر سکتا ہے۔ اس لئے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مصر پر قبضہ اٹلی کے پروگرام میں داخل نہیں۔ وہ سخت دھوکا میں ہیں۔

پس مصر پر اطالوی حملہ قریباً یقینی ہے۔ اور اس صورت میں برطانیہ اور مصر دونوں مل کر اس کی مدافعت کریں گے۔ مصر نے برطانیہ کے ساتھ جو معاہدات کر رکھے ہیں۔ وہ اس پر سختی سے قائم ہے۔ چنانچہ مسٹر فکری عباس مدیرِ المصور نے لکھا ہے۔ کہ برطانیہ سے بدعہدی کا خیال بھی ہمارے دل میں نہیں آسکتا۔ اور مصری حکومت کبھی کسی اور حکومت سے کوئی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتی۔ جس سے وہ معاہدہ کالعدم ہو جائے۔ جو اس نے برطانیہ سے کر رکھا ہے حتیٰ کہ مصری گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اگر سوڈان پر بھی حملہ ہوا۔ تو وہ اسے بھی مصر کے خلاف ایک معاندانہ فعل تصور کریگی آئندہ متوقع صورتِ حالات کے مقابلہ کے لئے مصر کے وزیرِ اعظم نے تمام پارٹیوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک پارٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اگر مصر کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔ تو دیگر اسلامی ممالک کے جنگ میں شریک ہونے کے امکانات بھی قوی تر ہو جائیں گے۔ کیونکہ معاہدات کے رو سے اکثر اسلامی ممالک ایک دوسرے کی امداد پر مجبور ہیں اور اس لئے یہ حملہ گویا اسلامی ممالک کو جنگ کے بالکل قریب تر کر دینے کے مترادف ہوگا۔

اس کے علاوہ ہندوستان بھی اس کی وجہ سے جنگ کے بالکل قریب ہوجائیگا۔ اور شرق وسطیٰ میں ایک اور میدان جنگ قائم ہوجائے گا۔ جو نہیں کہا جاسکتا۔ کہ یورپ کے میدان جنگ سے اپنی تباہی اور ہلاکت آفرینی کے لحاظ سے کم درجہ کا ہوگا۔ اس حملہ کے معنی بالفاظ دیگر یہ ہونگے۔ کہ موجودہ جنگ کے عالمگیر صورت اختیار کرجانے کے جو امکانات ہیں۔ وہ قوی سے قوی تر ہوگئے ہیں۔ اور اس وقت تک جو ممالک اپنے آپ کو ایک حد تک محفوظ سمجھتے تھے وہ بڑی حد تک غیر محفوظ ہوجائینگے ہلاکت اور تباہی کا دامن وسیع تر ہوجائیگا اور امن وامان کا دائرہ تنگ تر۔ پس ان حالات کے پیش نظر یہ مرحلۂ جنگ نہایت ہی نازک ہے۔ ہر طرف خوف وخطر اور ہراس طاری ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہلاکت اور تباہی کا دیو مونہہ کھولے دنیا کو ہڑپ کرجانے پر تلا ہوا ہے اور کوئی ایسی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ جو کسی ملک کو اس امر کا یقین دلاسکے۔ کہ وہ خطرات سے محفوظ ہے۔ سب رستے بند ہوچکے ہیں سوائے آستانۂ الٰہی کے۔ کہ اس پر گرنے اور اس کے حضور گڑگڑانے سے انسان کا قلب اطمینان حاصل کرسکتا ہے۔ وہی قادر مطلق ہے، جو اتنے عظیم الشان جنگی سازوسامان کے باوجود دُنیا کو اس مصیبت سے بچاسکتا ہے۔ اور کمزوروں کو زبردستوں کے پنجے سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور کوئی نہیں۔ پس جو لوگ ان ایام کی نزاکت کا احساس کرسکتے ہیں۔ ان کے لئے یہی لازم ہے کہ وہ آستانۂ الوہیت پر گریں۔ اور اسی سے دُنیا میں قیام امن کے لئے دعائیں کریں۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ تبوک ۱۳۱۹ ہش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جو عرصہ تین ماہ سے بسلسلہ تبلیغ بھیرہ میں مقیم تھے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

آج عصر کے بعد مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا وجاوا نے اپنی لڑکی رحمت النساء بیگم صاحبہ کے رخصتانہ کی تقریب پر بہت سے اصحاب کو مدعو کیا۔ اور چائے مٹھائی اور پھلوں سے مہمانوں کی تواضع کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔ جناب چودہری فتح محمد صاحب ناظر اعلےٰ۔ جناب مولوی عبد المغنی خانصاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ۔ جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال۔ جناب خانصاحب منشی برکت علی صاحب جائنٹ ناظر اور بہت سے دوسرے اصحاب شامل ہوئے۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ اس تقریب کو فریقین کے لئے مبارک کرے۔

۲۰ ستمبر جمعہ کے دن ہر ایک جماعت میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وُہ خطبہ سنایا جائے جو حضور ایدہ اللہ نے ۲ اگست کو چندہ تحریک جدید جلد تر ادا کرنے کے بارے میں پڑھا۔ اور ۱۸ ماہ تبوک ۱۳۱۹ ہش کے "الفضل" میں شائع ہوچکا ہے۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

ضروری گزارش

احباب کو چاہیئے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف جو خطوط لکھا کریں۔ ان پر اپنا نام اور پتہ صاف اور خوشخط الفاظ میں لکھا کریں۔ تا انہیں جواب نہ ملنے کی شکائت کا موقعہ نہ ملے۔

قائم مقام اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری

معاند اخبارات کا جھوٹا پروپیگنڈا

چند دن ہوئے ایک تنازعہ کی بناء پر سید منظور علی صاحب کلرک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے مع اپنے دو بچوں۔ چند احرار اور مصریوں کے متانت اور وقار سے گری ہوئی حرکات کیں۔ یعنی اپنے تنازعہ کا نظام سلسلہ کے ذریعہ تصفیہ کرانے کی بجائے گلیوں میں پھر کر اور شور مچا کر پبلک میں شورش پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کے لئے خاص طور پر جمعہ کا دن منتخب کیا۔ جبکہ اردگرد کے دیہات سے بھی لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان آتے ہیں۔ تاکہ باہر بھی اپنی شورش کو پہونچا سکیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں ان حرکات کے متعلق سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی ازراہ شفقت محض اس لئے کہ ان کے والد سید محمد علی شاہ صاحب کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دعوے سے بھی پہلے کے تعلقات تھے۔ اور ان کی والدہ صاحبہ ان کے والد صاحب سے بھی زیادہ مخلص احمدی تھیں۔ انہیں موقعہ دیا۔ کہ اپنی ناپسندیدہ حرکات پر اظہار افسوس کریں۔ اور اپنے تنازعہ کا فیصلہ نظام سلسلہ کے ذریعہ کرائیں۔

اس سلسلہ میں بعض اصحاب۔ اپنے سابقہ ذاتی تعلقات کے لحاظ سے سید منظور علی صاحب کی خیرخواہی کے پیش نظر ان کے پاس گئے۔ تاکہ انہیں نظام سلسلہ کا احترام کرنے اور اپنی ناپسندیدہ حرکات پر ندامت کا اظہار کرنے کی تلقین کریں مگر انہوں نے کوئی معقول طریق عمل اختیار نہ کیا۔ بلکہ احرار اور مصریوں کے ساتھ اپنے تعلقات کھلم کھلا بڑھانے شروع کردیئے۔ اور دن رات ان میں گھرے رہنے لگے۔ دوسری طرف سلسلہ کے معاند اخبارات میں بالکل غلط پروپیگنڈا شروع کردیا گیا ہے۔ چنانچہ اخبار "پیغام صلح" اور "شہباز" نے ان کے متعلق ایسی باتیں شائع کی ہیں۔ جو بالکل بے بنیاد ہیں۔

ان دونوں اخباروں میں زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے۔ کہ سید منظور علی "رئیس قادیان" ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حدود قادیان میں سوائے سکونتی مکان کے ان کی ایک چپہ بھر بھی زمین نہیں ہے۔ "رئیس" ایک سرکاری اصطلاح ہے۔ اور قادیان میں سرکاری لحاظ سے اس کا اطلاق صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان پر ہوتا ہے۔ نہ کہ جو چاہے اپنے آپ کو رئیس کہنا شروع کردے۔

اسی طرح یہ بھی بالکل غلط ہے۔ کہ اس واقعہ سے علاقہ بھر میں سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ جمعہ کے دن نماز کے لئے باہر سے آنے والے اصحاب میں سے یا بعد میں کوئی احمدی انہیں سمجھانے کے لئے چلا گیا ہو۔ یا کوئی معاند سلسلہ ان کو بھڑکانے کے لئے ان کے پاس جا پہونچا ہو۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ علاقہ میں ان کی جو پوزیشن ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں محمد صادق صاحب کے لئے مقام غور

از جناب میاں عطاء اللہ صاحب بی اے - ایل ایل بی -

میاں محمد صادق صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر یہ الزام لگایا ہے - کہ (خاکش بدہن دشمن) نعوذ باللہ من ذالک حضور نے حلف اُٹھا کر عدالت میں یہ جھوٹا بیان دیا - کہ حضور کو یہ علم نہ تھا - کہ مستری محمد حسین مقتول مستری عبدالکریم کا ضامن تھا - حالانکہ اس بیان سے قبل آپ نے ایک خطبۂ جمعہ میں تسلیم کیا تھا - کہ آپ کو علم تھا ؂

میاں صاحب موصوف چونکہ محکمۂ پولیس میں ایک ذمہ دار افسر رہے ہیں - اس لئے ہم یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہیں - کہ آپ قانونِ شہادت کی باریکیوں سے اچھی طرح واقف ہیں - آپ عینی اور سماعی شہادت میں فرق جانتے ہیں - آپ کو معلوم ہے - کہ قانون کی نگاہ میں کونسا علم علم کہلاتا ہے - اور کونسا علم باوجود غیر قانون دان اصحاب کی نگاہ میں علم ہونے کے عدالت میں علم نہیں کہلاتا - باوجود اس کے جو روش انہوں نے اختیار کی - وہ نہایت ہی افسوسناک ہے ؂

میاں صاحب موصوف کے الزام کی بُنیاد یہ ہے - کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حلفی بیان سے ایک عرصہ قبل ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا - کہ :-

"اصل واقعہ صرف یہ ہے - کہ لڑائی ہوئی اور معلوم نہیں کہ کس کے ہاتھ سے ایک آدمی مارا گیا - اور ہمیں افسوس ہے - کہ مارا گیا - کیونکہ بظاہر اس کا کوئی اتنا قصور نہیں معلوم ہوتا - سوائے اس کے کہ اس نے مستریوں کی ضمانت دی ہوئی تھی - پس ہمیں اس کے مارے جانے کا بڑا افسوس ہے "

فقرہ محولہ بالا کے متعلق بتفصیل عرض کرنے سے پہلے میں ایک بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ میاں محمد صادق صاحب بھی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں - کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مستری محمد حسین مقتول کو ذاتی طور پر مطلقاً نہیں جانتے تھے - نہ اُس کا چہرہ شناخت فرماتے تھے - نہ اُس کی ولدیت سکونت یا دیگر کسی بات کے متعلق واقف تھے - مستری محمد حسین مارا گیا - کسی نے حضور کو اطلاع دی - کہ ایک شخص مارا گیا ہے - جو مستریوں کا ضامن تھا - یہی اطلاع حضور کے خطبے کی بنیاد ہے - یہ بات بھی میاں محمد صادق صاحب کو تسلیم کرنا پڑے گی - کہ بوقت تحریر ضمانت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز احاطۂ عدالت میں موجود نہ تھے - نہ حضور اس ضمانت نامہ کے گواہ حاشیہ تھے - نہ بوقت تصدیق ضمانت حضور کمرۂ عدالت میں موجود تھے - گویا حضور کا سارا علم سماعی تھا - اور صرف اتنا کہ مقتول مستریوں کا ضامن تھا -

احباب غور فرمائیں - کہ حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ میں جو یہ فرمایا ہے - کہ ایک آدمی مارا گیا - اس سے ہرگز پتہ نہیں لگتا - کہ حضور مقتول کی شخصیت سے کوئی واقفیت رکھتے تھے -

پھر حضور نے ضمانت کے متعلق بھی صرف یہ فرمایا - کہ وہ مستریوں کا ضامن تھا - اس فقرے میں بھی حضور نے یہ نہیں فرمایا - کہ حضور کو ذاتی طور پر علم ہے کہ وہ مستریوں کا ضامن تھا ؂

پھر حضور نے یہ نہیں فرمایا - کہ وہ شخص مستری عبدالکریم کا ضامن تھا - بلکہ سماعی علم کی بناء پر بھی جو بات بیان کی ہے وہ صرف اتنی ہے - کہ وہ مستریوں کا ضامن تھا - اور مستری عبدالکریم بھی ہے - محمد نواب بھی ہے - ان دونوں کا باپ فضل کریم بھی ہے - مزید برآں حبس ۳۴۳ الف کے مقدمہ میں وہ مستریوں کا ضامن تھا اس میں اور ملزم بھی تھے - جو مذکورہ بالا مستریوں کے ساتھ مستریوں کا ہی کام کرتے تھے - اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہرگز یہ بیان نہیں فرمایا - کہ حضور کو ذاتی علم ہے - کہ محمد حسین نے خاص مستری عبدالکریم کی ضمانت دی تھی ؂

علاوہ ازیں جیسا کہ میں ذکر کر آیا ہوں - حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ بات اپنے کسی اطلاع دہندہ کی اطلاع کی بناء پر بیان کی ہے - کہ وہ ضامن تھا - پس میاں صاحب مذکور کو ماننا پڑے گا - کہ حضور ذاتی طور پر اس ضمانت کا کسی طرح کوئی علم نہیں رکھتے تھے ؂

اب عدالت کے اس سوال کے متعلق کہ "محمد حسین جو قتل ہوا - کیا وہ عبدالکریم مباہلے والے کا ضامن تھا ؟" میاں صاحب موصوف خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر بیان فرمائیں - کہ حضور کیا جواب دے سکتے تھے - کیا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اس ضمانت کا کوئی ذاتی علم تھا - کہ حضور "ہاں" میں جواب دیتے - اگر "ہاں" میں جواب دیا جاتا - تو کیا تقوے کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ جواب بلحاظ تفصیل واقعات کے خلاف نہ ہو جاتا -

پس کیا تقوے کی یہی راہ نہ تھی - کہ قانونی اصطلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ یہی جواب دیتے - کہ حضور کو علم نہیں - یہ ضروری نہ تھا - کہ حضور لازماً انہی الفاظ میں جواب دیتے کہ حضور کو ذاتی علم نہیں - کیونکہ قانون اپنی اصطلاح کے خلاف کسی علم کو علم تسلیم ہی نہیں کرتا ؂

میں یہاں ایک مثال بیان کرتا ہوں - ایک راستباز آدمی مجھے آکر کہتا ہے - کہ زید نے بکر کو مار دیا میں موقعہ پر موجود نہ تھا - میں کہیں بیان کرتا ہوں - کہ زید نے بکر کو مار دیا - مجھے عدالت میں گواہ طلب کر لیا جاتا ہے - عدالت مجھ سے پوچھتی ہے - کہ کیا آپ کو علم ہے - کہ زید نے بکر کو مار دیا - میاں صاحب انصاف سے بیان کریں - کہ میرا کیا جواب ہوگا - اگر میں راستباز ہوں - تو میں یہی کہوں گا - کہ مجھے ذاتی طور پر کوئی علم نہیں - ایک راستباز انسان کہتا تھا - کہ زید نے بکر کو مار دیا - عدالت فوراً کہے گی - کہ یہ سماعی بات ہے - جو قابلِ قبول نہیں - آپ اپنے ذاتی علم کی بناء پر کہیں - کہ آپ کو کیا علم ہے - میں یہ کہنے پر مجبور ہوں گا - کہ کہوں - مجھے ذاتی طور پر کوئی علم نہیں - کیونکہ قانونی اصطلاح میں علم وُہی ہے - جو اگر دیکھنے پر مبنی ہے - تو گواہ نے خود دیکھا ہو - اگر سننے پر مبنی ہے - تو گواہ نے خود سُنا ہو - اور اگر دیگر حواس پر مبنی ہے تو گواہ نے ان حواس کے ذریعہ بخود علم حاصل کیا ہو - ورنہ وُہ علم سماعی ہو جائے گا جو ہرگز قابلِ قبول نہیں -

کیا میاں صاحب موصوف قتل کے چالان اس گواہی پر کیا کرتے تھے - کہ کوئی شخص ان کے پاس آکر بیان کرے کہ اُسے ایک شخص نے بتایا تھا - کہ فلاں شخص نے قتل کیا ہے - اگر نہیں - اور وہ یقیناً سماعی اور عینی شہادت میں امتیاز کرنا جانتے ہیں - تو پھر میاں صاحب کو یہاں یہ بات کیوں یاد نہ رہی ؂

نہایت ہی افسوسناک بات یہ ہے - کہ میاں صاحب مذکور نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ نقل کرتے ہوئے بعض ازدیاں اور اپنے زعم میں بعض تشریحی الفاظ خطوط وحدانی کے اندر درج کر دیئے ہیں - جو بہت ہی توجہ طلب ہیں - میاں صاحب خطبے کے الفاظ اس طرح نقل کرتے ہیں -

"اصل واقعہ صرف یہ ہے - کہ لڑائی ہوئی اور معلوم نہیں - کہ کس کے ہاتھ سے ایک آدمی مارا گیا -

اور ہمیں افسوس ہے کہ مارا گیا۔ کیونکہ بظاہر اس کا اتنا قصور نہیں معلوم ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اس نے (یعنی محمد حسین) مستریوں (مولوی عبدالکریم وغیرہ کی ضمانت دی ہوئی تھی۔ پس ہمیں اس کے (محمد حسین کے) مارے جانے کا بڑا افسوس ہے۔

میاں صاحب اس "نے" کے لفظ کے آگے "یعنی محمد حسین" لکھ کر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ گویا حضور نے یونہی کہا اور حضور اس کی شخصیت کو خوب جانتے تھے۔ اور اس کے نام وغیرہ سے بھی واقف تھے۔

پھر مستریوں کی تفصیل (عبدالکریم وغیرہ) کر کے یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ لازماً حضور کو علم تھا۔ کہ وُہ ضمانت خاص عبدالکریم ہی کی تھی؛

میاں صاحب جانتے ہیں۔ کہ وُہ بیان حلفیہ دروغ تب ہی بن سکتا تھا۔ کہ اس کی ہر تفصیل پہلے کسی اور طرح گواہ کو معلوم ہو۔ اور بعد میں گواہ نے اس کے برعکس بیان کیا ہو۔ اس تضاد کو خطبے اور بیان میں تراش کر میاں صاحب نے اپنی طرف سے کسر پوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر کیا یہ انصاف ہے اور کیا اسی بنا پر آپ اصحاب قادیان کے لئے مقام غور ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

احباب غور فرمائیں کہ میاں صاحب اٹھے ہیں۔ کہ دنیا کی سب سے زیادہ تقوے شعار جماعت کے محبوب ترین امام کے خلاف جھوٹ کا الزام لگائیں۔ مگر اتنی بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ کہ وُہ تمام وجوہ جو حضور کو ایسے الزام سے بری کر سکتی ہیں۔ ان پر نگاہ تو ڈالیں۔ اور اگر ایک وجہ بھی بریت کی مل سکتی ہو تو خدا کا خوف دل میں لا کر ایسا الزام لگانے سے ڈر جائیں۔ مثلاً جیسا کہ مولانا راجیکی صاحب نے فرمایا تھا۔ وہ یہی سوچتے کہ ممکن ہے یہ محض سہو ہو۔ قانوناً بھی عدالت کا فرض تھا۔ کہ اگر اسے بیان میں تضاد معلوم ہوتا تھا۔ تو حضور کے سامنے حضور کے خطبہ کے الفاظ پیش کئے جاتے تا جو جواب اس خطبے کو یاد فرما کر حضور دیتے وہ لکھا جاتا۔

پھر وُہ غور کرتے۔ کہ محض تضاد تو کوئی بات نہیں۔ جھوٹ کے لئے کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ کیا کوئی محرک میاں صاحب کو نظر آیا۔ کہ اس بناء پر نعوذ باللہ من ذالک حضور ایسا بیان جو پہلے بیان کے خلاف تھا۔ دینے پر مجبور تھے۔ اگر حضور ایدہ اللہ تعالے بیان فرماتے۔ کہ ہاں وُہ ضامن تھا۔ تو پھر کیا جُرم حضور کے خلاف ثابت ہو جاتا۔ یا کیا ذمہ واری حضور پر عائد ہوتی تھی؛

اگر کوئی ایسا محرک میاں صاحب تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ تو پھر جھوٹ کا الزام تراشنے سے انہیں باز رہنا چاہیئے تھا

میں اس مرحلے پر ایک بات نہایت ہی دردمند دل کے ساتھ میاں صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ دلوں کا حال تو اللہ تعالے ہی کو معلوم ہے اس لئے وہی جانتا ہے۔ کہ میاں صاحب کے دل میں کیا ہے۔

لیکن بظاہر وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالے کے والد ہی مہدی اور مسیح ہیں۔ جن کی آمد کا انتظار صدیوں سے ہو رہا تھا۔ اور صدہا صلحاء اور اولیاء اس پاکباز کے روئے انور کی دید کی حسرت دلوں میں لئے اس جہان فانی سے گذر گئے۔ اور وہی حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالے کے والد خدا کے محبوب میاں محمد صادق کی روحانی پیدائش کا باعث ہیں۔ میاں صاحب اگر ساری عمر خدا کے اس پیارے کے احسانات کا شکر ادا کرتے رہیں۔ تو وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ یوسف علیہ السلام کے اس احسان کا ذکر جو آپ نے شمس بازغ ایک مجازی عاشق پر کیا تھا۔ مولوی جامی نے شمس بازغہ کا قلبی احساس ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ ؎

اگر ہر موئے من گردد زبانے
زنو رانم بہ ہر یک داستانے

پس میں میاں صاحب سے پوچھتا ہوں کہ شکر گزاری۔ احسانمندی اور وفا شعاری کا کیا یہی تقاضا تھا۔ کہ وہ اپنے آقا کے پسر موعود کے خلاف وہ رویہ اختیار کرتے۔ جو انہوں نے کیا۔

تشدد کا حامی کون ہے؟

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور)

۱۵ ستمبر کے پرتاپ میں مہاشہ کرشن لکھتے ہیں۔ "میں نے قرآن (شریف) پڑھا ہے ایک سے زیادہ بار۔ لیکن میں نے اس میں تشدد ہی تشدد بھرا پایا ہے۔" میں یہ تو نہیں کہتا کہ مہاشہ صاحب نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہوگا۔ میں بدظنی کیوں کروں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے یا تو خاص اثرات کے ماتحت پڑھا ہے۔ یا تدبر سے کام نہیں لیا۔ اگر مہاشہ صاحب موصوف قرآن شریف اور وید مقدس کو پہلو بہ پہلو رکھ کر پڑھ لیتے تو یقیناً ان کا نقطۂ نگاہ کچھ اور ہوتا۔ اب میں مہاشہ جی کے سامنے کلام پاک اور وید مقدس کی تعلیم کو پہلو بہ پہلو رکھتا ہوں۔ تاکہ وہ بآسانی اس نتیجہ پر پہونچ سکیں۔ کہ درحقیقت تشدد بلکہ بقول ان کے "تشدد ہی تشدد" کا حامی کون ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتیٰ یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذالک جزاء الکافرین۔ فان انتھوا فان اللہ غفور الرحیم وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون وقاتلوھم فی سبیل اللہ واعلموا ان اللہ سمیع علیم (البقرہ)

یعنی جو لوگ تم سے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ اور زیادتی نہ کرو۔ بیشک زیادتی کرنے والے اللہ کو نہیں بھاتے (لڑائی کے وقت) جہاں ان کو پاؤ لڑو۔ اور جہاں (تمہارے گھروں) سے انہوں نے تم کو نکالا ہے ان کو نکالو۔ فتنہ وفساد قتل وقتال سے بھی بڑا ہے۔ اور مسجد حرام (کعبہ) کے قریب جب وُہ خود نہ چھیڑیں تو نہ لڑو۔ پس اگر وہ شروع کریں تو بے شک مارو۔ اسی طرح منکر کا بدلہ ہے۔ اگر باز آجائیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ ان سے لڑو۔ تاکہ فتنہ نہ رہے۔ اور کل قانون خداوندی ہو جائے۔ اگر لڑنے سے باز آجائیں تو بجز ظالموں کے کسی پر ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ رفع شر کا تمہیں حکم ہوا ہے۔ اور تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔ تمہاری سمجھ سے عجب نہیں۔ کہ تم ایسی چیز کو بھی جو واقع میں تمہیں مفید ہو ناپسند کرنے لگو۔ اور مضر کام کو بھلا سمجھ لو۔ خدا خوب جانتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے۔ اللہ کی راہ میں لڑو اور جانو کہ خدا سنتا اور جانتا ہے

میں نے عمداً وہ آیت لی ہے جس پر آریہ صاحبان خصوصاً اعتراض کیا کرتے ہیں اور یہ وہی حصہ ہے جسے آریہ مہاشہ زیادہ سے زیادہ تشدد آمیز سمجھتے ہیں۔ مگر اہل تدبر کے نزدیک اس میں کوئی لفظ بھی تشدد کا حامی نہیں۔ اس میں صاف کہا گیا ہے۔ کہ ان سے لڑو۔ جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ حد سے نہ بڑھو۔ پھر سخت تاکید کی گئی ہے۔ کہ لڑائی میں پہل نہ کرو۔ وہ کونسا مذہب ہے۔ جو مدافعت کی تعلیم نہیں دیتا۔ اگر کوئی ایسا مذہب ہے۔ تو وہ صرف کتابی ہے عملی نہیں کوئی معقول پسند انسان رفع شر کو بُرا نہیں کہتا بلکہ معقولیت رفع شر میں ہی ہے۔

اب میں مہاشہ جی سے کہوں گا کہ وُہ ذرا وید مقدس کی تعلیم پر بھی نظر ڈالیں۔ میں ویدوں کے منتروں کا وہی ترجمہ پیش کروں گا جو بانیٔ آریہ سماج سوامی دیانند جی مہاراج کا ہے۔ اور اس پر کوئی اپنا حاشیہ نہیں دوں گا۔ نتیجہ ناظرین پر چھوڑوں گا۔

"اے راج پُرش آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ے جاہ و جلال والے پرش وہ جو ہمارے
شمنوں کو حوصلہ دیتا ہے۔ آپ اس کو
ٹ ٹھا کر خشک لکڑی کی طرح جلائیں"۔
(یجروید ۱۲/۱۳)

"اے تیج دھاری ودوان پرش آپ
زرو دشمن کے کھانے پینے یا دیگر کام
اج کے مقامات کو اچھی طرح اجاڑیں۔ اور
ن کو اپنی تمام طاقت سے ماریں"۔
(یجروید ۱۳/۱۳)

"جس ایذا رساں شخص کی ہم لوگ مخالفت
رتے ہیں۔ یا جو ایذا دینے والا ہم سے
دشمنی کرتا ہے۔ اس کو ہم شیر وغیرہ کے موہنہ
میں ڈال دیں"۔ (یجروید ۱۵/۱۵)

"ہم لوگ جس اشٹ سے دشمنی کریں یا
جو ہم سے دشمنی کرے۔ اس کو ہم لوگ خونخوار
جانوروں کے موہنہ میں ڈال دیں"۔
(یجروید ۱۹/۱۵)

"جن سے ہم لوگ نفرت کرتے ہیں۔
یا جن کو ہم ناراض کرتے ہیں۔ یا جو ہم
کو دکھ دیتے ہیں۔ ان کو ہم ان ہواؤں
کے موہنہ میں ڈال کر اس طرح دکھ دیں جس
طرح بلی کے موہنہ میں چوہا"۔ (یجروید ۶۵-۶۶/۱۶)

"اے طاقت ور اور روشن ضمیر عالم
انسان جس طرح ہم لوگ روز کھوٹے
سبھاؤں والوں کے گاؤں کو آگ کی مانند
مارنے والے تجھ خوبصورت ودوان کو سب
طرح سے دھارن کریں۔ اسی طرح ہم کو دھارن
کر"۔ (یجروید ۲۶/۱۱)

"اے راجہ جس طرح حفاظت کرنے
والے عالم کا پوتر شاگرد دکھ دینے والے آگ
وغیرہ پدارتھوں کو حاصل کرکے ویدوں کے
علم جاننے والا ہو کر دشمنوں کو مارنے والا
اور دشمنوں کے گاؤں کو تباہ کرکے آپ
کے جاہ و حشمت کو دوبالا کرتا ہے۔ اسی
طرح دیگر ودوان لوگ بھی آپ کو ودیا اور
ونے سے ترقی دے"۔ (یجروید ۲۳/۱۱)

"اے سپہ سالار کی استری جنگ کی
خواہش کرتی ہوئی دور دیش میں جاکر دشمنوں
سے لڑائی کر۔ اور ان کو مار کر فتح حاصل
کر۔ تو ان دور دراز کے ملکوں میں رہنے
والے دشمنوں میں سے ایک کو بھی مارنے
کے بغیر مت چھوڑ"۔ (یجروید ۴۵/۱۷)

"اے انسان جس طرح میں بدکرداروں کی
گردن کاٹتا ہوں۔ ویسے تو بھی کاٹ"۔
(یجروید ۲۳/۵)

"جو دشٹ ہم لوگوں سے مخالفت کرتا
ہے۔ یا جس دشٹ سے ہم لوگ مخالفت
کرتے ہیں۔ تم اس بدکردار دشمن کو مختلف
زنجیروں سے جکڑو۔ اور اس کو زنجیروں سے
مت چھوڑو"۔ (یجروید ۲۵ و ۲۶/۱)

"اے دشٹ انسان تو کبھی بھی ہدائت کی
روشنی حاصل نہ کرسکے۔ تیرا انند دینے علم کا رس
تجھے کبھی بھی انند نہ دے"۔ (یجروید ۲۶/۱)

"اے انسان جس طرح بھی دشمنوں کو ہلاک
کیا جاسکے۔ اس طرح کے کاموں کو کرکے سدا
ہی راحت کی زندگی بسر کر"۔ (یجروید ۲۵/۱)

"اے پرماتما میں بدکردار یا دشمنوں کو
ہلاکت کے لئے آپ کو اپنے دل میں قائم
کرتا ہوں"۔ (یجروید ۱/۱۷)

"اے پرمیشور میں دشمنوں کی ہلاکت کے لئے
آپکو بار بار اپنے دل میں قائم کرتا ہوں"۔ (یجروید ۱/۱۸)

"مجھ کو چاہیئے کہ کوشش کرکے بدکردار
بد اطوار انسان کی یقیناً بیخ کنی کروں۔ اور جو
دان وغیرہ دھرم سے خالی ظالم بدکردار
دشمن ہیں ان کی ضرور بیخ کنی کروں"۔ (یجروید ۱/۲)

"ہے پرماتما آپ کی کرپا سے ہم لوگوں
کے لئے پانی اور اناج وغیرہ نباتات سرشٹ
متر (دوست) کی مانند ہے۔ اور جو ہم لوگوں
سے دشمنی رکھتا ہے۔ یا جس سے ہم دشمنی
کرتے ہیں۔ اس کے لئے جل اور اناج وغیرہ
سب کے سب دکھ دینے والے دشمن کی مانند
ہوں"۔ (یجروید ۲۲/۹)

ہو بہو اسی تعلیم کو شری سوامی دیانند جی
نے اپنی مشہور تصنیف ستیارتھ پرکاش کے
تیسرے ایڈیشن کے دوسرے سمولاس کے صفحہ ۵۲
پر دہرایا ہے۔

اب مہاشہ کرشن قرآن مجید اور
وید مقدس کی تعلیم کو پہلو بہ پہلو رکھ کر
دیکھ لیں۔ کہ کس میں تشدد ہے۔ وید مقدس
میں ایسے منتر لاانتہا ہیں۔ مگر میں نے
صرف چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے
پیش کئے ہیں۔ قابل غور بات یہ ہے۔ کہ
"جس سے ہم دشمنی کرتے ہیں۔ اس کے لئے
جل اور اناج وغیرہ سب کے سب دکھ دینے
والے ہوں"۔ (یجروید ۲۲/۹) کیسی عجیب
تعلیم ہے۔ جو ہم سے دشمنی کرتا ہے۔
اگر اس کیلئے کوئی بددعا کرے۔ تو یہ بات
ایک حد تک سمجھ میں آسکتی ہے۔ حالانکہ ہمارے
آقائے نامدار سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسے موقعہ پر بھی بددعا نہیں کی۔
کفار مکہ نے وہ کونسا دکھ تھا۔ جو حضور
پُر نور کو نہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو لہو لہان کیا گیا۔ کوڑا کرکٹ ڈالا گیا۔
گھر سے بے گھر کر دیا گیا۔ آپ کے ساتھیوں
کو لرزہ بر اندام مظالم سے تہ تیغ کیا گیا
مگر جب یہ دنیا کا محسن اعظم فاتح کی حیثیت
میں مکہ معظمہ میں وارد ہوا۔ تو اس وقت
دشمنوں کے پاپ کانپ رہے تھے۔ کہ
نہ جانے اب ہماری کیا گت ہو۔ ایسی
حالت میں دنیا کا محسن اعظم رحمت للعالمین
اپنے دشمنوں خطرناک دشمنوں کو جو
خون کے پیاسے تھے مخاطب کرکے
پوچھتا ہے۔ کہ بتاؤ اب تمہارے ساتھ
کیا سلوک کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ
آپ مجسم رحم ہیں۔ ہم آپ سے اسی سلوک
کے طالب ہیں جو یوسف نے اپنے
بھائیوں سے کیا تھا۔ آپ بے ساختہ
اپنے ان خطرناک دشمنوں کو مخاطب
کرکے کہتے ہیں لاتثریب علیکم الیوم
جاؤ تم سب کو معاف کیا۔ کوئی مواخذہ
نہیں۔ دنیا میں ہمیں ایسا بے نظیر رحمت
احسان۔ مروت کا کوئی نمونہ نہیں ملتا۔

شری رام چندر جی مہاراج کے لنکا
جلانے کو میں برا نہیں کہتا۔ کیونکہ راون کا
پاپ کوئی کم نہ تھا۔ مگر میں نے بڑے
ٹھنڈے دل سے سوچا۔ مجھے سرور عالم
کی سی رواداری۔ احسان رحم کی کوئی مثال
نہ ملی۔ دنیا کے ایسے محسن اعظم کی
تعلیم کے متعلق یہ کہنا۔ کہ اس میں تشدد ہی
تشدد بھرا پڑا ہے۔ صریح بے انصافی
ہے۔ انصاف کے دامن کو ہمیں کسی مرحلہ
پر بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اب یجروید
کا یہ کہنا۔ اور سوامی دیانند جی کا ستیارتھ
پرکاش میں اس کی تائید کرنا کہ جس سے ہم
دشمنی کرتے ہیں حالانکہ اس بچارے کا کوئی
قصور نہیں۔ اس کے لئے جل اور اناج وغیرہ
سب کے سب دکھ دینے والے دشمن کی مانند
ہوں۔ ذرا اس کا مقابلہ لاتثریب علیکم
الیوم سے کرو۔ پھر یجروید کی یہ تعلیم کہ:۔

"اے سپہ سالار کی استری جنگ کی خواہش کرتی
ہوئی دور ممالک میں جاکر دشمنوں سے لڑائی
کر۔ اور ان دور دراز ملک میں رہنے والے
دشمنوں میں سے ایک کو بھی مارے بغیر
مت چھوڑ"۔ یہ کس کو تعلیم دی جاتی ہے اس
کو جو فطرتاً نرم سبھاؤ ہوتی ہے جب صنف
نازک عورت ذات کو تشدد کی یہ تعلیم دی
جائے۔ تو اس سے مردوں کی تعلیم کا بخوبی
اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جب ویدوں کا نزول ہوا۔ اسوقت تہذیب
اپنے ابتدائی مرحلہ پر تھی۔ اور یہ ممکن ہے کہ
اسوقت کی طبائع کے لئے یہ تعلیم کسی حد تک ٹھیک
ہو۔ مگر آج کل کے زمانہ کیلئے یہ کہاں تک ٹھیک
ہوسکتی ہے۔ اسے ہر ایک بہتر سمجھ سکتا ہے۔
اور پھر وہ لوگ جو اس تعلیم کے حامل و عقیدتمند
ہوں۔ انہیں اسلام کی ایسی معقول تعلیم پر
حرف رکھنے کا کیا حق ہے جس کا مقصد یہ ہو
کہ تم لڑائی میں پہل نہ کرو۔ ان سے لڑو
جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور پھر بھی زیادتی نہ کرو
کیونکہ زیادتی کرنے والے ظالم ہوتے ہیں
اور اللہ تعالے انہیں پسند نہیں کرتا۔ لڑائی
میں عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں وغیرہ پر ہاتھ
مت اٹھاؤ۔ صرف انہیں سے لڑو۔ جو مقابل
اور ہتھیار بند ہوں۔ پھر ایسی تعلیم پر حرف گیری
کرنا جس کا یہ ارشاد ہو۔ کہ اگر دشمن گردواروں
گرجوں اور مندروں پر حملہ کیا جائے۔ تو
ان کی بھی حفاظت کرو۔ کیونکہ ان میں خدا
کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا انصاف اس بات
کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ ایسی معقول روادارانہ
تعلیم رکھنے والے مذہب پر حرف رکھا جائے
اور پھر حرف رکھنے والے کون؟ وہ لوگ
جو ستیارتھ پرکاش اور یجروید کے ماننے
والے ہوں۔ جس کی تعلیم کا کچھ نمونہ
مذکورۃ الصدر سطور میں دکھلایا گیا ہے
ہمیں کسی بھی مذہب پر ریویو کرتے ہوئے
معقولیت کو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی
نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ کوئی اتفاق کرے
یا نہ کرے۔ میرے دل میں ایک حد تک
سوامی دیانند جی کی قدر ہے۔ کیونکہ
انہوں نے توحید کی تعلیم دی ہے۔ کیا
کوئی مسلمان ہندوؤں کے گھروں میں جاکر
ہندوؤں کے مندروں اور تیرتھوں میں
جاکر بت پرستی کا رد اور توحید کی تعلیم دے

پیش کر سکتا تھا۔ بہت مشکل۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب شروع شروع میں سوامی دیانند لاہور اور امرتسر گئے۔ تو ہندوؤں نے حتیٰ کہ برہمنوں نے بھی جو زیادہ رواداری ہیں سوامی جی کو جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ ایسے وقت میں جگہ دی توکس نے؟ مسلمانوں نے۔ جنہوں نے سوامی موصوف کیلئے اپنی کوٹھیاں اور باغ خالی کر دیئے جس میں رہ کر انہوں نے نہایت آزادی سے اپنے مذہب اور عقیدہ کا پرچار کیا۔ بنارس میں جب پہلی دفعہ سوامی موصوف گئے تو انکے لیکچر کا کس نے انتظام کیا۔ ہندوؤں نے؟ ہرگز نہیں انہوں نے سخت مخالفت کی۔ انتظام ایک مسلمان نے کیا۔ کون مسلمان۔ سر سید مرحوم۔ جو ان دنوں بنارس میں جج تھے۔ پھر جب سوامی موصوف علیگڑھ پہونچے۔ تو انکے لیکچروں کا کس نے انتظام کیا۔ کیا ہندوؤں نے؟ ہرگز نہیں۔ انہوں نے تو ٹھہرانے سے بھی انکار کر دیا۔ انتظام کیا۔ تو اسی شخصیت یعنی سر سید مرحوم نے۔

میری خواہش ہے کہ اگر اپنے لئے نہیں۔ تو کم از کم ملک کی بہتری کیلئے ہی آریہ سماج بھی مسلمانوں کے متعلق رواداری سے کام لے۔ اگر ہم لوگ ایسا کر سکیں۔ تو آج ہی یہ ہندوستان تیرہ خاکدان جنت نشاں بن سکتا ہے۔

یورپ کے بادشاہوں اور حکومتوں کی جائے پناہ

لنڈن اس وقت یورپین ممالک کے کئی بادشاہوں اور حکومتوں کی جائے پناہ ہے بقول نمائندہ نیویارک ٹائمز لندن میں اس وقت ملکہ ہالینڈ۔ شاہ ناروے اور شاہ زوغو والئے البانیہ مقیم ہیں۔ انکے علاوہ فرانس کی نیشنل کمیٹی جنرل ڈیگال کی سرکردگی میں بلجیم کی گورنمنٹ چیکوسلواکیہ اور پولینڈ کے حکام بھی لندن میں ہیں یورپ کے اکثر ممالک پر جرمنوں کا قبضہ ہو چکا ہے مگر ان ملکوں کی حکومتیں برطانیہ میں ہیں اور یہاں سے اپنے ممالک کی آزادی کیلئے جنگ کر رہی ہیں۔ اس لئے اگر لندن پر جرمن بار بار شدید حملے کرتے ہیں تو اس میں تعجب کا کوئی مقام نہیں

برما میں تبلیغ احمدیت

درس القرآن

عرصہ زیر رپورٹ میں باقاعدہ بعد نماز عشاء احمدیہ دارالتبلیغ رنگون میں قرآن کریم کا درس جاری رہا۔ ساڑھے تین پارے ختم ہو چکے ہیں۔ احباب جماعت احمدیہ ذوق و شوق سے درس میں شامل ہوتے رہے علاوہ بریں کئی مبتدی محنت کے ساتھ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھ رہے ہیں۔ بعض اسے ختم کر کے قرآن کریم پڑھنے لگے ہیں ایک مالاباری دوست باقاعدگی اور توجہ کے ساتھ اردو پڑھ رہے ہیں۔

ہفتہ واری اجلاس

اتوار کو ہفتہ وار اجلاس منعقد ہوتا رہا جس میں احباب جماعت مختلف عنوانوں پر تقاریر فرماتے رہے۔ سوال و جواب کا موقع بھی دیا گیا۔

روزے و دعائیں

موجودہ دور کی عالمگیر سیاسی پیچیدگیوں اور جنگی مصیبتوں کے پیش نظر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق احباب جماعت احمدیہ رنگون نے روزے رکھے۔ اور بطور خاص دعاؤں پر زور دیا کہ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق پر رحم کر کے موجودہ مصائب سے نجات دے۔

جلسہ ہائے تحریک جدید

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ارشاد پر تحریک جدید سے متعلق کئی جلسے منعقد کئے گئے۔ جن میں مختلف دوستوں نے مطالبات تحریک جدید پر تقریریں کیں۔ آخر ۱۱ اگست کو اس بارہ میں خاص جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں خاکسار نے بالتفصیل تمام مطالبات تحریک جدید پر لیکچر دیا۔ اور تمام احمدی دوستوں کو حتی المقدور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے جملہ ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ مالی لحاظ سے یہ امر خوش کن ہے کہ بعض مخیر دوستوں نے اپنے وعدہ کی پوری رقم ورنہ اسکا معتد بہ حصہ فوراً ادا کر دیا۔ اور عام دوستوں نے جلد ہی ادائیگی کا وعدہ فرمایا۔

یوم التبلیغ

۱۴ جولائی ۱۹۴۰ء کا دن مرکز کی طرف سے یوم التبلیغ قرار دیا گیا تھا۔ اسے کامیاب بنانے کے لئے جماعت احمدیہ رنگون کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے مختلف وفد بنائے گئے۔ اور ان کے لئے حلقہ ہائے تبلیغ مخصوص کر دیئے گئے۔ اردو۔ ہندی۔ برمی۔ تامل۔ انگریزی۔ گورکھی زبانوں میں مطبوعہ لٹریچر رنگون کے طول و عرض میں اچھی طرح تقسیم کیا گیا۔ اس روز کئی سو کے قریب ٹریکٹ۔ کتب اور اشتہارات غیر احمدیوں میں تقسیم کئے گئے۔ نیز بعد نماز عصر احمدیہ دارالتبلیغ میں تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں غیر احمدی بھی شامل ہوئے۔ خاکسار نے تفصیل کے ساتھ واضح کیا۔ کہ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے۔ سامعین محظوظ ہوئے۔ اور غیر احمدی حضرات اچھا اثر لے کر گئے۔ اللہ تعالےٰ نیک نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

دعوۃ الامیر کا ترجمہ

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے "دعوت الامیر" کا برمی ترجمہ شروع ہے۔ ترجمہ کو محفوظ کر لینے کے خیال سے برمی ٹائپ رائٹر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی آخر ایک ہفتہ واری اجلاس میں خاکسار کی تحریک پر احباب نے نقد اور بصورت وعدہ حوصلہ افزائی کی۔ جزاہم اللہ۔ اور ایک سیکنڈ ہینڈ برمی ٹائپ رائٹر خرید کیا گیا۔

تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خریداری

روزنامہ "الفضل" مجریہ ۲۱ وفا ۱۳۱۹ ہش میں جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف قادیان کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا۔ جس میں آپ نے تحریک فرمائی۔ کہ احباب جماعت احمدیہ اپنی اپنی لائبریریوں کا جائزہ لیں۔ تاکہ جن کتابوں کی کمی ہو وہ خرید کر لائبریری کو مکمل کیا جائے اس طرح سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو بناء بریں خاکسار نے جماعت احمدیہ رنگون وغیرہ میں تحریک کی۔ کہ چونکہ جماعت احمدیہ رنگون تمام برما کے لئے مرکز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے احمدیہ تبلیغ رنگون میں کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تصانیف کا موجود ہونا از بس ضروری ہے۔ دوستوں نے اسی وقت فی الحال ایک سیٹ کی خریداری کا فیصلہ کیا۔ بعض نے نقد چندہ ادا کر دیا ہے۔ اور بعض نے وعدہ کیا ہے۔ علاوہ بریں ایک صاحب نے ذاتی طور پر ایک سیٹ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خریداری کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وصیت

پچھلے دنوں "الفضل" آیا جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی وصیت درج تھی۔ دیکھتے ہی سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ اور جب احباب جماعت احمدیہ رنگون کو اطلاع دی گئی تو سب میں بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ فوراً صدقہ کا انتظام کیا گیا۔ مبلغ چالیس روپے جمع ہوئے جو نادار اور مفلس احمدیوں میں نقد تقسیم کئے گئے۔ دعائیں کی گئیں اور اللہ تعالےٰ سے اپنے محبوب اور واجب الاطاعت امام دام ظلہ العالی کی کامیاب و بامراد عمر دراز کے لئے تمام احباب ہمہ تن التجا ہو گئے۔

انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور اطفال احمدیہ کا قیام

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشائے مبارک کے مطابق رنگون میں مجالس انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور اطفال احمدیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ گو یہاں ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے۔ مگر امید ہے کہ احباب کا اخلاص محنت اور باہمی تعاون اس کمی کو دور کر دیں گے۔ انشاء اللہ ان مجالس کے الحاق کے لئے قادیان دارالامان میں درخواستیں بھجوا دی گئی ہیں اللہ تعالےٰ نے چاہا تو اس کی تائید سے ہر سہ مجالس اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآئی کی توفیق پالیں گی۔

میں نے طبیہ عجائب گھر کا برشتشا کھانسی پر استعمال کیا۔ خدا کے فضل سے دو خوراکوں میں ہی آرام ہوگیا۔ خاکسار غلام محمد (خانبہادر) ریٹائرڈ جسٹس آف لداخ حال قادیان
فہرست ادویہ مفت طلب فرمادیں۔ پیروپرائٹر طبیہ عجائب گھر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متفرقات

عرصہ زیر رپورٹ میں رنگون و مضافات رنگوں میں تبلیغی و تربیتی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس وقت چار غیر احمدی خاص طور پر زیر تبلیغ ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ علاوہ ازیں متعدد غیر احمدیوں سے انفرادی ملاقات کا موقع ملا جن میں تقریباً ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔

مورخہ ۲ - اگست ۱۹۴۰ء موافق ۲ ظہور ۱۳۱۹ھ خاکسار نے ایک احمدی بھائی مسمٰی احسان اللہ صاحب سکھدار بنگالی حال مقیم اے پے (برما) اور نصیرہ صاحبہ بنت دین محمد صاحب احمدی کے نکاح بعوض مہر مبلغ دوصد روپیہ کا اعلان کیا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

خاکسار محمد سلیم نزیل رنگون (برما)

ہندوستان کو طاقتور بنایئے۔

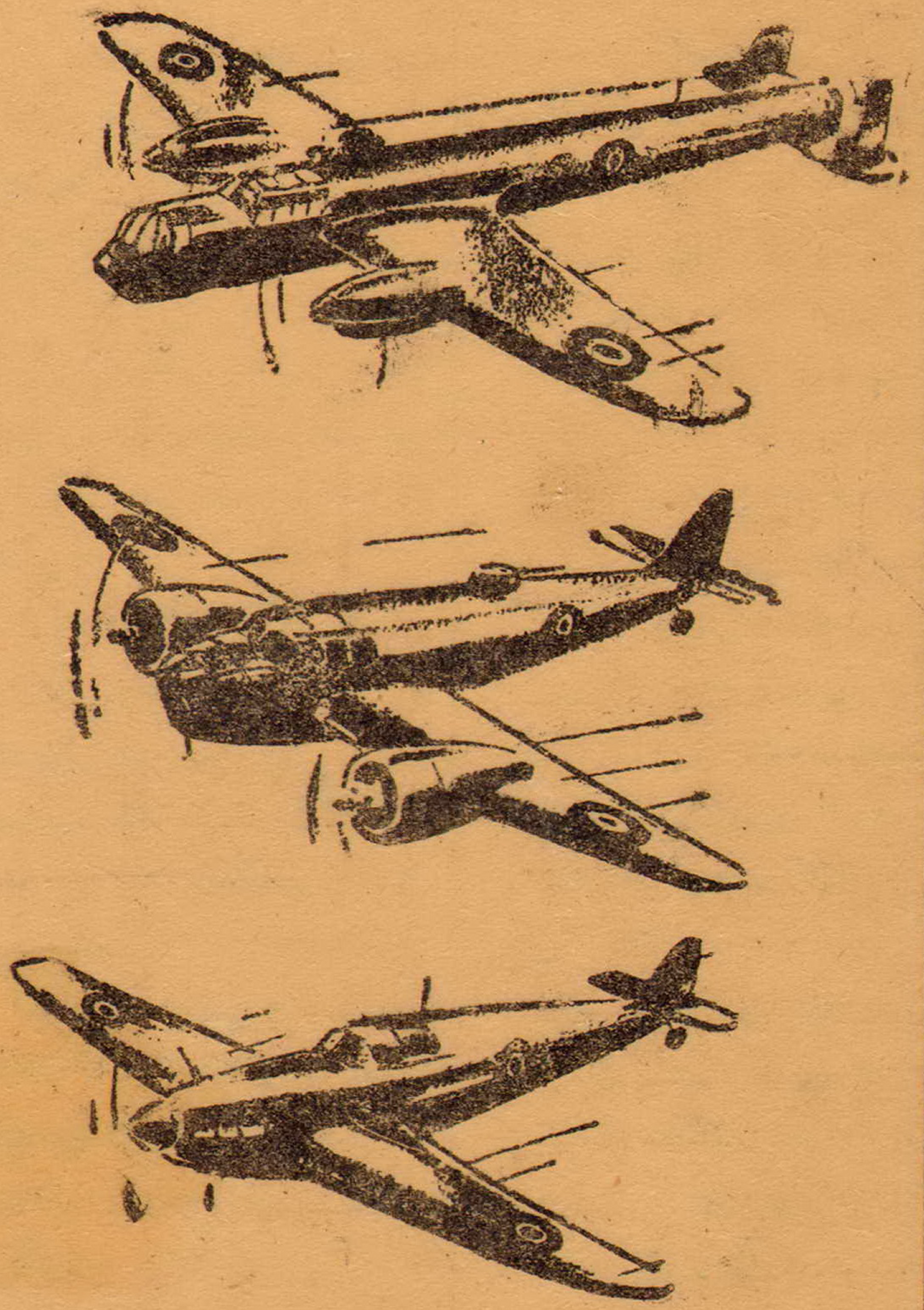

اپنے مستقبل کی حفاظت کیجئے

اپنا روپیہ اپنے ہی ملک پر لگایئے تاکہ اس کی دولت اور وسائل کے ذریعہ آپ کا روپیہ واپس مل جائے۔ حکومت ہند آپ کے اس سرمایہ کو مع منافع واپس کر دینے کی ضامن ہے۔

اپنے ملک کی حفاظت کیجئے

قومی خشکی کی فوج - بحری فوج اور ہوائی قوت مہیا کر کے اپنے ملک کو محفوظ کر لیجئے۔

اپنے ملک کی صنعت کو مدد دیجئے

اس طرح آپ کی یہ اعانت آپ کے ملکی بھائیوں کی ملازمتوں کو بھی امداد پہنچائیگی

ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس (مدافعت کے لئے بچت کی سندیں)

یہ سرٹیفکیٹس دس پچاس - سو اور پانچسو روپیوں کے ہوتے ہیں - اور دس سال پورے ہو جانے کے بعد ان کی رقم ادا کی جاسکتی ہے - ہر دس روپیہ کے عوض تیرہ روپیہ ۹ آنہ ملیں گے یعنی تقریباً ۳½ فیصدی سود در سود بغیر انکم ٹیکس دیا جائیگا جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ ہی نہیں ہے ہر شخص زیادہ سے زیادہ پانچہزار کے سرٹیفکیٹس خرید سکتا ہے - یہ سرٹیفکیٹس قریب کے ڈاک خانہ یا ریزرو بنک آف انڈیا سے مل سکتے ہیں۔

چھ سال کے ڈیفنس بانڈس (مدافعتی دستاویزیں)

یہ ڈیفنس بانڈس سو روپیہ یا ایسے عدد کے ہوتے ہیں جو دوسرے عدد سے پورا پورا تقسیم ہو جائے ان کی رقم یکم اگست ۱۹۴۶ء کو بحساب ایک سو ایک روپیہ ادا کی جائے گی - اس پر تین فیصدی سود ملے گا - سود کی رقم ہر چھ ماہ پر لی جاسکتی ہے انفرادی اصل رقم کی کوئی میعاد نہیں - یہ بانڈس ریزرو بنک آف انڈیا - امپریل بنک آف انڈیا یا سرکاری خزانوں سے لئے جاسکتے ہیں۔

بغیر سود کے بانڈس (دستاویزیں)

پچاس روپیہ سے زائد کتنی بھی تعداد کے مل سکتے ہیں - ان کی رقم تین سال کے بعد جتنی کی اتنی ادا کی جائے گی - اور اگر کوئی ایک سال کے بعد لینا چاہے تو تین ماہ قبل نوٹس دے کر جتنی کی اتنی لے سکتا ہے ضرورت ثابت کرنے پر یہ رقم کسی بھی وقت جتنی کی اتنی دیجا سکتی ہے - یہ بانڈس ریزرو بنک آف انڈیا امپریل بنک آف انڈیا یا سرکاری خزانوں سے لئے جاسکتے ہیں

ہندوستان کے مدافعتی قرضے خریدیئے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ آج دارالعوام کا خفیہ اجلاس منعقد ہوا۔ مسٹر چرچل نے تقریر کی۔ جس میں کہا کہ برطانیہ پر حملہ کے لئے جرمن ہر روز ساحل فرانس پر جہاز کشتیاں اور فوجیں جمع کر رہے ہیں۔ یہ حملہ کسی لمحہ ہوسکتا ہے۔ جرمن ہائی کمانڈ کا یہ خیال کہ سول آبادی پر وحشیانہ بمباری کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ لوگ حکومت کو صلح پر مجبور کریں گے۔ حماقت ہے۔ اس وقت تک کے حملوں میں دو ہزار مرد بچے اور عورتیں ہلاک اور آٹھ ہزار زخمی ہوچکے ہیں۔ عین اجلاس کے دوران میں ہوائی خطرہ کا الارم ہوا۔ اور جرمن طیارے ایوان پارلیمنٹ پر پرواز کرتے رہے۔

بخارسٹ ۱۷ ستمبر۔ دریائے ڈینیوب کی بندرگاہ گیلاٹز اس وقت جرمنوں کے زیر قبضہ ہے۔ جسے وہ اور بھی مستحکم کر رہے ہیں۔ اٹھارہ جنگی جہاز یہاں پہونچ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ موٹر سائیکل سوار دستے۔ نیز ڈاکٹر اور نرسیں بھی کافی تعداد میں پہونچ چکی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روس کو جرمنی نے ایک نوٹ بھیجا ہے۔ کہ رومانیہ اقتصادی اور مادی ذرائع کے لحاظ سے خالصتاً جرمنی اور اٹلی کے زیر اثر رہے گا۔ اس سے روس اور جرمنی میں چپقلش کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر بی۔ بی۔ سی نے اعلان کیا ہے۔ کہ انگلستان میں اس وقت ۱۷ ہزار اشخاص نظر بند ہیں۔ ان پر نازیوں سے ہمدردی کا شبہ ہے ان میں کئی ایک عورتیں بھی ہیں۔

قاہرہ ۱۷ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ قاہرہ کو بوجہ اس کے کہ وہ مقدس ہے کھلا شہر قرار دے دیا گیا ہے۔ اور اب اس پر بمباری نہیں ہوگی۔ چنانچہ شہر میں ہوائی حملہ کا الارم ہوا۔ لیکن کسی ہوائی جہاز نے شہر پر پرواز نہیں کی۔

شملہ ۱۷ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے وائسرائے کو لکھا تھا کہ کیا حکومت کی موجودہ پالیسی کانگرس کے خلاف ہے۔ نیز اس پالیسی کے خلاف پروٹسٹ کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وائسرائے نے آپ کو جواب دیا ہے۔ کہ ان باتوں کا فیصلہ تبادلہ خیالات سے ہوسکتا ہے۔ مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوگی۔ آپ جب چاہیں آ سکتے ہیں۔

شملہ ۱۷ ستمبر۔ آج سوا تین بجے شملہ کالکا مسافر گاڑی کا انجن شملہ کے نزدیک پٹڑی سے اتر گیا۔ جس کے نتیجہ میں دو ڈبے بھی گر گئے۔ ایک شخص ہلاک اور قریباً بیس سخت مجروح ہوئے۔ ڈرائیور کی لاش انجن میں پھنس گئی۔ اور بڑی مشکل سے اسے نکالا جاسکا۔ فائرمین بال بال بچ گئے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ اس لئے کہ عوام کی توجہ انتخابات کی طرف نہ ہو۔ مسٹر چرچل پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں یہ تجویز پیش کریں گے کہ موجودہ پارلیمنٹ کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔

شملہ ۱۷ ستمبر۔ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں توسیع کا سوال بھی پیچیدہ ہو رہا ہے۔ ہندو مہاسبھا مسلم لیگ اور بعض دوسری پارٹیاں اپنے اپنے مطالبات پر مصر ہیں۔ گاندھی جی وائسرائے کی ملاقات کے بعد غالباً یہ سوال حل ہوگا۔

پشاور ۱۷ ستمبر۔ ایک درجن قبائلی ڈاکو سرحد کو پار کر کے ضلع میانوالی میں داخل ہوگئے۔ اور کھنڈیر والا ریلوے سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر کو اغوا کر کے لے گئے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ ان دنوں بندرگاہ ڈوور کے علاقہ میں تیز و تند ہوائیں چل رہی ہیں۔ سمندر میں زبردست "تلاطم" ہے۔ بارش ہو رہی ہے۔ اور بادل چھائے ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر جرمنی نے حملہ کی تیاری کر بھی رکھی ہو۔ تو موسم اس کے لئے سخت ناسازگار ہے۔ اور وہ کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ یہ بھی خیال ہے۔ کہ اگر موسم اچھا ہوتا۔ تو شاید کل رات حملہ ہو بھی جاتا تین سو سال قبل سپین کے ایک زبردست بحری بیڑے نے انگلستان پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ مگر سمندر میں "تلاطم" نے اسے تباہ کر دیا۔

پشاور ۱۷ ستمبر۔ میجر محمد مظفر الملک مہتر چترال نے وائسرائے کے جنگی فنڈ میں تیس ہزار روپیہ دیا ہے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ روم ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ اطالوی فوجیں مصر میں لیبیا کی سرحد سے ساٹھ میل دور پہنچ گئی ہیں۔

ٹوکیو ۱۷ ستمبر ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جاپانی طیاروں کی بمباری کی وجہ سے جنرل چیانگ کائی شیک نے اپنے لئے نیا ہیڈ کوارٹر تجویز کر لیا ہے۔ اور چنگ کنگ خالی کیا جا رہا ہے۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ بمباری کی وجہ سے جن لوگوں کے مکان اور سامان تباہ ہوچکا ہے۔ ان میں آج ملکہ معظمہ نے شاہی محل (ونڈسر کیسل) کا بہت سا سامان تقسیم کر دیا۔

برلن ۱۷ ستمبر۔ ایک نیوز ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ گذشتہ شب مارشل گوئرنگ نے ایک بڑے بمبار ہوائی جہاز پر لنڈن پر پرواز کی۔

واشنگٹن ۱۷ ستمبر۔ امریکن گورنمنٹ اس تجویز پر غور کر رہی ہے۔ کہ برطانیہ کو کم سے کم تیس ۳۰ بڑے بڑے بمبار ہوائی جہاز مہیا کئے جائیں۔ جو تین ہزار میل تک سفر کر سکیں۔ اور دور تک مار کر سکیں۔

لنڈن ۱۷ ستمبر بی بی سی کا بیان ہے۔ کہ جرمنی کی وزارت خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ نوآبادیاتی محکموں کے لئے ملازموں کی ضرورت ہے۔ لوگ درخواستیں دیں۔ اعلان میں لکھا ہے۔ کہ چونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہم نوآبادیات لیں گے۔ اس لئے ابھی سے ان میں کام کرنے والوں کا تعین ضروری ہے۔

لاہور ۱۷ ستمبر۔ آج شہر میں نئی موٹر ٹرانسپورٹ سکیم نافذ ہوگئی ہے باہر جانے والی لاریوں کیلئے پہلے قریباً دو درجن اڈے تھے۔ جو سب بند کر کے صرف چھ رکھے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ رومانوی گورنمنٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ رومانیہ میں جو چھ ہزار غیر ملکی یہودی آباد ہیں۔ ان سب کو نکال دیا جائے گا۔ جو رومانوی شہری حقوق حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

برلن ۱۷ ستمبر۔ سپین کا وزیر داخلہ یہاں آیا ہے۔ ہر فان ربن ٹراپ نے اس کا استقبال کیا۔ آج بعد دوپہر اس نے ہٹلر سے ملاقات کی۔ جرمن اخبارات اس کی آمد کو بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ اٹلی اور جرمنی سپین کی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

بمبئی ۱۷ ستمبر۔ پانچ ہزار برطانی بچے جو انگلستان سے آئے ہیں۔ کہیں جاتے ہوئے بمبئی سے گذرے۔ انہیں ایک ٹی پارٹی دی جانے کی تجویز تھی۔ مگر خسرہ کا مرض پھوٹ پڑنے کی وجہ سے منسوخ کر دی گئی۔

قاہرہ ۱۷ ستمبر۔ مصری گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہوائی حملوں کے وقت سرکاری حکام خود نیز اپنے متعلقین کو بغیر کرایہ کے ایک سے دوسری جگہ منتقل کر سکیں گے۔ بچوں کی ایک بڑی تعداد کو محفوظ مقامات پر پہنچانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ان کے سفر کے اخراجات حکومت خود برداشت کرے گی۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ جاپان کے اخبارات امریکہ کے نئے جنگی پروگرام پر بہت نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس کے پس پردہ جاپان کے خلاف جذبات کارفرما ہیں۔ اور ... جاپان یہ صورت برداشت نہیں کرسکتا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah